ادبیات

غزل

جناب جگن ناتھ آزاد

ترٹپ کہیں ہو چکی تھی پیدا ظہورِ بزمِ جہاں سے پہلے
کہ اپنے جلووں میں خود گھرا تھا مکیں نمودِ مکاں سے پہلے

ضیائے شمس و قمر سے پہلے تجلیِ کہکشاں سے پہلے
دل اپنے جلوے لٹا رہا تھا فروغِ بزمِ جہاں سے پہلے

جہانِ ناآفریدہ میرے خیال میں جگمگا رہا تھا
میں خود اشارہ بنا ہوا تھا اشارۂ کُن فکاں سے پہلے

اِدھر میں وابستۂ ازل ہوں اُدھر ابد سے مرا تعلق
مرا فسانہ تھا ہر زباں پر فسانۂ دو جہاں سے پہلے

ترے لئے میرے دل میں وہم و گماں کی گنجائشیں کہاں تھیں
کہ بس چکا تھا یقیں دل میں نمودِ وہم و گماں سے پہلے

بہار والو! اِسی گلستاں کے ایک گوشے میں شاخِ گُل پر
مرا بھی اک آشیاں تھا لیکن بہار کی داستاں سے پہلے

لبِ زمانہ پہ آئے گا کیا بیان فرہاد و قیس کا اب
ہوئے ہیں فرہاد و قیس لیکن یہ تھے مری داستاں سے پہلے

کہیں سے چھیڑوں میں اپنا قصّہ یہ دردِ فرقت کی داستاں ہے
سناؤں بھی میں یہ قصّۂ غم اگر تو آخر کہاں سے پہلے

ہوا تو ہوگا ضرور یہ بھی کہ کھائی ہوگی زباں نے لغزش
مگر خموشی نے مجھ کو رسوا کیا ہے اکثر زباں سے پہلے

جو بے خودی کی یہی ہے صورت جو سرخوشی کا یہی ہے عالَم
تو رازِ دل کا نہ فاش کر دوں کہیں میں خود رازداں سے پہلے

یہ وہ چمن ہے نہیں ہے جس میں ذرا بھی نغمے کی قدر بُلبل
خود آپ ہی تو خموش ہو جا عنایتِ باغباں سے پہلے

غزل میں حُسنِ بیاں بڑی شے ہے شک نہیں اس میں مجھ کو لیکن
میں سوزِ جذبے کا دیکھتا ہوں غزل میں حُسنِ بیاں سے پہلے

مری جبینِ نیاز آزادؔ! ایک سجدہ بنی ہوئی تھی
وجودِ ہر سنگِ در سے پہلے نمودِ ہر آستاں سے پہلے